جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اصغر اسعد صاحب

اسلام کے معاشی نظام میں شراکتی کاروبار

ایک جائز تجارتی سکیم

اسلام دین رحمت ہے۔ اس نے زندگی کے تمام شعبوں کیلئے ایسے اصول وضوابط مقرر کیے ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو مسلمان زندگی کی دوڑ میں کبھی بھی پیچھے نہیں رہ سکتے۔ تجارت بھی زندگی کا اہم شعبہ ہے۔ اور بہت ہی باعزت پیشہ ہے۔ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور صحابہ کرامؓ نے ہمیشہ تجارت اپنایا اور ہمارے لیے بہترین نمونہ چھوڑا۔ گویا تجارت مسلمانوں کی میراث ہے اور ہمیں اس میدان میں سب سے آگے ہونا چاہئیے۔ تجارت کے جواز اور اہمیت کے ساتھ ساتھ اسلام نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ ناجائز ذرائع سے دولت قطعاً نہ کمائی جائے بلکہ ناجائز ذرائع سے کمائی ہوئی دولت کو حرام، سحت اور کسب خبیث فرمایا ہے۔ چنانچہ چوری، غصب، رہزنی، سود، قماربازی، ذخیرہ اندوزی، کم تولنا، گویا کمائی کی ہر ضرر رساں صورت کو حرام قراردیا ہے۔ ربوا اسلئے حرام قرار دیا ہے کہ اس میں ایک فریق کو بلا کسی معاوضہ کے فائدہ اور دوسرے کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں ایسی تجارتی سکیمیں یا کاروبار جس میں افراد نفع ونقصان میں شریک ہوں اسے جائز قرار دیا ہے اور اسلامی اقتصادیات کی اصلاح میں اسے " شراکت " کہتے ہیں۔ اسلام کے اقتصادی نظام میں مشترکہ سرمایہ دار کمپنیوں کی بہت اہمیت ہے۔ امام الانبیاء والمرسلین کے دور میں شراکتی کاروبار بہت مبقول تھے۔ آپ نے شراکت ہی کے ذریعہ بے روزگار مہاجرین کو کاروبار پر لگایا تھا، چنانچہ جب انصار نے نبی اطہر علیہ الصلوۃ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے اور مسلمان مہاجرین کے درمیان باغ تقسیم کردیجئے تو آپ نے فرمایا نہیں۔ انصار نے مہاجرین سے کہا کہ محنت اپنے ذمہ لو اور ہم میوے میں شریک کرلیں گے تو مہاجرین نے کہا کہ ہم نے مانا (۱)۔ فقہی اصطلاح میں اگر شراکت زراعت کے متعلق ہو تو اسے مزارعت کہتے ہیں اور اگر درختوں اور گلاب وغیرہ کی کیاریوں سے متعلق ہو تو اسے " مساقاۃ " (۲)

شركة العقود۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایسی سرمایہ کاری یا تجارتی کاروبار جس میں دو یا دو سے زیادہ افراد مل کر سرمایہ فراہم کرتے ہیں اور نفع ونقصان میں باہمی شریک ہوتے ہیں تو اسے

"شرکۃ العقود" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یعنی ایسی شراکت جو معاہدہ کے ذریعہ عمل میں آتی ہے گویا اسے ہم "PARTNERSHIP OF CONTRACT" بھی کہہ سکتے ہیں۔

یہ تجارتی کاروبار دنیا کے دیگر حصوں کی طرح قبل از اسلام بھی عربوں میں رائج تھا۔ طلوع اسلام کے بعد اسے برقرار رکھا گیا۔ (۳) اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے آج تک لوگ شرکت کے ذریعہ کاروبار کرتے ہیں (۴)۔ کیونکہ کسی بڑی تجارتی مہم کو سرانجام دینا کسی ایک فرد کا کام نہیں چنانچہ چند افراد مشترکہ سرمایہ اور محنت کے ساتھ اس مہم کو پورا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تمام علماء اسلام ایسی شرکت کے جواز کے قائل ہیں، جس میں ایک شریک دوسرے شریک ہی کی طرح اس قسم کا مال یعنی درھم ودینار کاروبار پر لگادیتا ہے اور انہیں اس طرح خلط ملط کردیتا ہے کہ وہ ملکر ایک ہی مال بن جاتے ہیں اور تمیز باقی نہیں رہتی کہ کسی کا مال فروخت ہوا اور کس کے مال سے تجارت کا سامان خریدا گیا، اگر نفع ہوتو سب کو نفع میں حصہ رسدی ملتا ہے۔ اگر نقصان ہوتو سب نقصان میں شریک ہوتے ہیں۔ (۵)

<u>شراکت کی شرائط</u>:- (الف) شرکت ایک معاہدہ ہے لہذا اس کے لئے ایجاب وقبول لازمی ہے (۶)۔ (ب) معاہدہ شرکت درہم، دینار اور رائج الوقت سکہ سے منعقد ہوتا ہے (۷)، لیکن امام ابوحنیفہؒ اور قاضی ابویوسفؒ کی رائے یہ ہے کہ صرف دینار (سونے کے سکے) اور درھم (چاندی کے سکے) سے ہی شرکت کا معاہدہ ہوسکتا ہے اور تانبے کا سکہ (فلوس) سے نہیں ہوتا کیونکہ ان کی قیمت ہروقت بدلتی رہتی ہے اوران کی نوعیت دوسرے سامان کی مثل ہوجاتی ہے (۸)۔ (ج) اگر مال اشیاء کی شراکت کی شکل میں ہوتو شراکت کا کاروبار شروع کرنے سے پہلے اس کی قیمت کا تعین زر کی صورت میں ہونا ضروری ہے یا ایک شریک اپنا نصف مال دوسرے کے نصف مال سے تبادلہ کرلے اور اس طرح سامان ہی کو سرمایہ قرار دیا جائے تو اس میں کوئی عذر باقی نہیں رہتا اور نہ مالیت کے متعلق جھگڑا ہوسکتا ہے۔

<u>دستاویز کی تحریر</u>:- شمس الائمہ علامہ سرخسی شراکت کے معاہدہ کیلئے دستاویز کا لکھا جانا ضروری قرار دیتے ہیں۔ شرکت ایک ایسا معاہدہ ہے جو ایک مدت تک جاری رہتا ہے۔ لہذا اس کے لیے دستاویز کا لکھا جانا ضروری ہے تاکہ کبھی جھگڑا ہوجائے تو پس دستاویز کے ذریعہ فیصلہ کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں: "یایھاالذین آمنو اذا تداینتم بدین الیٰ اجل مسمًی فاکتبوہ" (۹) (اے مسلمانو! جب تم ایک مدت کیلئے قرض لو تو اس کو لکھ لیا کرو)۔ نیز دستاویز کا مقصد توثیق اور

احتیاط ہے۔ پس اس کے لیے لازمی ہے کہ دستاویز لکھی جائے تاکہ مستقبل میں کسی قسم کے جھگڑے اور شکوک وشبہات سے بچا جاسکے اور دستاویز کے الفاظ یوں ہونے چاہئیں۔

"ھذا کتاب فیہ ذکرما اشترک علیہ فلان وفلان" یہ وہ دستاویز ہے جس میں فلاں فلاں شخص نے جو اشتراک کیا ہے اس کا تذکرہ ہے۔ اور یوں کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب کبھی کوئی معاہدہ کیا تو باقاعدہ اس کو تحریر کیا جس طرح کہ آپؐ نے صلح حدیبیہ والے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صلح نامہ لکھنے کا حکم دیا کہ:- "ھذا ما اصطلح محمد بن عبداللہ وسہیل بن عمرو علیٰ اھل مکۃ" یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے درمیان مکہ والوں کیلئے ہوا۔ دستاویز تحریر کرتے وقت اس میں سرمایہ کی مقدار کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے، تاکہ اس سے نفع کی مقدار معلوم ہوسکے اور بوقت نزاع اس کی طرف رجوع کیا جاسکے اور اس دستاویز میں یہ بھی تحریر کیا جائے کہ:

"وذالک کلہ فی ایدیھما" اور یہ سرمایہ ان کے ہاتھ میں نقد موجود ہے۔ (۱۰) اور اس طرح لکھنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سرمایہ غائب نہیں ہے اور نہ قرض ہے بلکہ وہ زر ہے جو ان کے ہاتھ میں موجود ہے۔ پھر اس شرکت کی دستاویز میں ہر ایک کو ان کی مقدار سرمایہ کے مواقع جو نفع ملے گا اس کا تذکرہ کیا جائے نیز یہ بھی لکھا جائے کہ انہوں نے فلاں سال اور فلاں مہینے میں اشتراک کیا۔ تاریخ کے تعین سے جھگڑے نہیں ہوپاتے اور نہ ہی ان میں سے کوئی ایک اس بات کا دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس تاریخ سے پہلے اس نے مال خریدا اور اس میں اس کا حق ہے۔

شرکت کی اقسام:- بلحاظ نوعیت اور سرمایہ فقہاء اسلام نے شرکت کی چار قسمیں بیان کی ہیں۔ (۱) شرکۃ المفاوضہ (۲) شرکۃ العنان (۳) شرکت الصنائع (۴) شرکۃ الوجوہ۔ ہر ایک کی وضاحت ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرکۃ المفاوضہ:- دو یا دو سے زائد افراد مساوی سرمایہ کے ساتھ اور نفع ونقصان میں برابری کے اصول پر کسی کاروبار میں شریک ہوں تو اسے شرکۃ المفاوضہ کہتے ہیں۔ (۱۱) شرکت کے اس قسم میں ہر شریک دوسرے کا وکیل بھی ہوتا ہے اور ضامن بھی۔ کاروبار کے آغاز کےلئے ضروری ہے کہ شرکاء مال حاضری کے ساتھ شریک ہوں۔ سٹاک یا واجب الوصول اثاثوں کے ساتھ شرکت المفاوضہ وجود میں نہیں آسکتی۔ (۱۲) شرکۃ المفاوضہ میں کاروبار کا مال کوئی بھی شریک رہن رکھ کر کاروبار کیلئے قرض لے سکتا ہے اور تمام کاروبار اس قرض کو ادا کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اسی طرح کوئی شریک مشترکہ کاروبار کا کوئی حصہ کسی بیرونی شخص کو مضاربت کے طور پر بھی دے سکتا ہے یا پھر

باہر سے کوئی سرمایہ اس اصول پر مشترکہ کاروبار کے لیے لے سکتا ہے۔ شرکۃ المفاوضہ کی جملہ قسموں میں تمام شرکاء کو کاروبار چلانے کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔ ہر شریک کو امین تصور کیا جاتا ہے۔ (۱۳)

شرکۃ العنان :- شرکۃ العنان میں دو یا دو سے زائد اشخاص غیر مساوی سرمایوں اور غیر مساوی نفع و نقصان کی نسبتوں سے کاروبار کرنے کیلئے جمع ہوسکتے ہیں۔ اس میں ہر شریک دوسرے شریک کا وکیل ہوتا ہے ضامن نہیں ہوتا (۱۴) چنانچہ اگر ایک شریک دوسرے شرکاء کی رضامندی کے بغیر کوئی ایسا عمل کرتا ہے جس سے کاروبار پر کوئی بوجھ آئے تو باقی شرکاء اسکے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ شرکۃ العنان میں چونکہ شریک دوسرے کا وکیل تو ہوتا ہے کفیل نہیں ہوتا۔ لہذا اگر کاروبار کے کسی واجب الوصول قرضے میں ایک شریک مہلت دے دیتا ہے یا کچھ چھوٹ دے دیتا ہے تو دوسرے شرکاء اس کے اس عملی سے بری الذمہ ہوں گے۔ (دیکھئیے المبسوط : ۱۱/ ص ۱۷۴)

شرکۃ الصنائع : اگر ہنرمندوں اور دستکاروں کا گروہ مل کر کاروبار اس طرح چلانا چاہیں کہ لوگوں سے اپنے متعلقہ پیشے کے سلسلہ میں کام لیا کریں اور جو نفع ہو اسے باہم تقسیم کریں۔ مثلاً دھوبیوں کا کوئی گروہ اگر چاہے تو واشنگ کمپنی بناکر دھونے کیلئے لوگوں سے کپڑے لے سکتا ہے اور کمپنی کا جو منافع ہوگا وہ تقسیم ہوتا رہیگا۔ اس کا دوسرا نام شرکت تقبل یا شرکت اعمال اور شرکۃ ابدان ہے (۱۵) اس قسم کی شراکت میں شرکاء ایک دوسرے کے کفیل بھی ہوتے ہیں اور ضامن بھی ہوتے ہیں (۱۶) احناف کے نزدیک تو اس قسم میں اتنی وسعت ہے کہ دو مختلف پیشے یا ہنر والے جیسے درزی، رنگ ریز وغیرہ کاروبار میں شرکت کرلیں اور اپنے اپنے پیشے کے مطابق کام کرکے نفع باہمی بانٹ سکتے ہیں، اسی طرح حنفی فقہاء نے بطور استحسان یہ شراکت بھی جائز قرار دی کہ ایک آدمی دکان (سٹاک) وغیرہ کا مالک ہے اور ایک شخص کاریگر ہے دونوں نفع ونقصان میں شریک ہے تو یہ کاروبار جائز ہے دیکھئیے : "السرخسی، المبسوط" (۱۱/ص ۱۵۹)۔

شرکۃ الوجوہ :- دو یا دو سے زائد افراد جو نہ کسی ہنر سے واقف ہو اور نہ ان کے پاس سرمایہ ہو، لیکن اپنی ساکھ اور اعتماد پر لوگوں سے مال لیکر باہمی کاروبار کرسکتے ہیں اور اس طریقے سے جو نفع ہوگا وہ آپس میں بانٹ لیں گے۔ اسے شرکۃ الوجوہ یا شرکۃ الناس کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
(دیکھئے ("السرخسی، المبسوط ۱۱/ ۱۵۲)۔

نوٹ :- شراکت کے معاملہ میں یہ بات باعث دلچسپ ہے کہ مذہب مالکیۃ کی مستند کتاب "المدونۃ الکبریٰ" میں شراکتی کاروبار کی بہت سی مثالیں بیان کی ہیں ان میں سے چند ایک کا تذکرہ

ذیل میں سے کیا جاتا ہے۔

ا۔ طبی شراکت :- دو یا دو سے زائد ڈاکٹر ملکر مشترکہ طور پر علاج معالجہ کیلئے دواخانہ قائم کرسکتے ہیں ۔ مشترکہ سرمایہ سے ادویات خرید کر ہسپتال چلاسکتے ہیں ۔ اخراجات کی کٹوتی کے بعد جو خالص آدمی ہو اسے حسب تصفیہ باہمی تقسیم کرلیں ۔ (۱۷)

ب۔ تعلیمی شراکت :- طبی شراکت کی طرح دو یا دو سے زیادہ اساتذہ مل کر مشترکہ تعلیمی ادارے کھول کرکے آمدنی باہمی تقسیم کرسکتے ہیں۔

ج۔ مشترکہ کاشت :- امام مالک کے نزدیک مشترکہ سرمایہ سے مویشی، آلات زراعت جیسے ٹریکٹر وغیرہ اور بیج وغیرہ خرید کر مشترکہ عمل سے زراعت کریں تو جائز ہے۔ (۱۸)

د۔ شراکت حمل ونقل (TRANSPORTCOMPANY) دو یا دو سے زیادہ افراد مل کر تجارتی اصولوں پر حمل ونقل کی شراکت ٹرانسپورٹ کمپنی قائم کرسکتے ہیں ۔ (۱۹) اسی طرح مشترکہ سرمایہ سے بری، بحری اور ہوائی کمپنیاں بناکر حمل ونقل کیلئے شراکتی کاروبار کیا جاسکتا ہے۔

انفساخ شرکت :- درج ذیل صورتوں میں ہر قسم کے شراکتی کاروبار فسوخ ہوجائیں گے۔

(۱) واضح ہونا چاہئیے کہ شریک کو شراکتی معاہدہ کے فسخ کا اختیار حاصل ہوتا ہے لہذا جب کوئی شریک معاہدہ کو فسخ کرنے کا اختیار استعمال کرتا ہے تو انفساخ اس وقت تک جاری نہ ہوگا جب تک دیگر شرکاء کو اطلاع نہ دی جائے ۔ (۲) کسی شریک کے مرجانے پر معاہدہ شراکت فسخ ہوجائیگا وہاں اگر ورثاء چاہیں تو شریک کے معاہدے کی ازسرنو تجدید کرسکتے ہیں ۔ (۳) اسی طرح اگر کوئی شریک مرتد ہوجاتا ہے تو بھی اس کا معاہدہ فسخ ہوجاتا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ : یہ خیال انتہائی غلط ہے کہ مشترکہ سرمایہ دار کمپنیاں عہدجدید کی پیداوار میں بلکہ قدیم زمانہ سے اس کا رواج رہا ہے ۔ زمانہ قبل ازاسلام میں بھی یہی طریقہ رائج تھا چنانچہ عرب کے قدیم معاشی نظام کا اگر مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ قریش کے تجارتی قافلے مشترکہ سرمایہ سے چلتے تھے ۔ البتہ عصرحاضر میں ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا گیا اور متعلقہ قوانین میں وسعت اور لچک پیدا کی گئی۔

خلاصہ کلام :- اسلام کے نظام معیشت میں ہر نفع آور کاروبار جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہو وہ جائز ہے ۔ لیکن ساتھ ساتھ ہر ضرررساں کاروبار اور بالخصوص ربا قطعی حرام ہے ۔ تاہم مساقاۃ یا مزارعۃ، شرکۃ ہو یا مضاربۃ سب اجتماعی کاروبار کے دروازے اسلام کے نظام معیشت میں کھلے ہیں۔

حواشي ومصادر

(۱) البخاري، الجامع الصحيح، کتاب الشروط، باب الشروط في المعاملة : ۳/ ۲۴۹ (۲) فقہ اور حدیث کی کتب کی طرح مزارعۃ اور مساقاۃ سے متعلق علیحدہ علیحدہ باب پائے جاتے ہیں ۔ (۳) المرغیناني، الهدایہ، کتاب الشرکۃ ج ۲/ ص ۵۸۷ مطبوع کراچي (۴) السرخسي، المبسوط، کتاب الشرکۃ (۵) ابن رشد، بدایۃ المجتهد، کتاب الشرکۃ، ج ۲/ ص ۱۹۱ مطبوعہ المکتبۃ العلمیۃ لاهور (۶) المرغیناني، الهدایۃ، کتاب الشرکۃ، ج ۲/ ۵۸۸ ۔ (۷) ایضاً : ج ۲/ ص ۵۹۱ (۸) ایضاً : ج ۲/ ص ۵۹۱ (۹) سورۃ بقرۃ : آیت نمبر ۲۸۲ (۱۰) السرخسي، المبسوط ج ۱۱/ ص ۱۵۶ (۱۱) ایضاً، ج ۱۱/ ص ۱۵۲، المرغیناني : الهداہ، کتاب الشرکۃ، ج ۲/ ص ۵۸۸ (۱۲) الکاساني، بدائع الصنائع : ج ۲/ ص ۵۹، ۶۰ (۱۳) السرخسي، المبسوط، ج ۱۱/ ص ۱۵۷ (۱۴) ایضاً، ج ۱۱/ ص ۱۷۴ (۱۵) الکاساني، بدائع الصنائع، ج ۲/ ص ۱۵۵ (۱۶) السرخسي، المبسوط، ج ۱۱/ ص ۱۵۵ (۱۷) امام مالکؒ بن انس، المدونۃ الکبریٰ، ج ۴/ ص ۲۶، مشترکہ الاطباء والمعلمین ۔ (۱۸) المدونۃ الکبریٰ ج ۴/ ص ۲۹ ۔ باب الشرکۃ في الزرع، (۱۹) امام مالکؒ، المدونۃ، ج ۴/ ص ۲۷، شرکۃ الحمالین ۔

(XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX)

* بقیہ ص ۹ سے

اسلام پر عظیم احسانات ہیں ۔ اور ہمارے مولانا سمیع الحق نے ان کے مشن کو پوری شان وشوکت سے آگے بڑھایا ہے ۔ آج دارالعلوم کی اس عظیم ترقی میں مولانا سمیع الحق کی مساعی نہایت تحسین کے مستحق ہے ۔ اس موقع پر دارالعلوم کے شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب المدنی نے صدر صاحب کو یاددہانی کرائی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم موقع فراہم کیا ہے اس کو غنیمت جان کر پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے عملاً کوشش فرمائیں ۔ انشاء اللہ آپ کا نام تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا ۔ اس سے قبل وزیر اعلیٰ سرحد سردار مہتاب عباسی دارالعلوم تشریف لائے اور مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ تعزیت اور فاتحہ خوانی کی ۔

دروس الکافیہ شرح پشتو کافیہ ابن حاجبؒ

افادات : مولانا حافظ محمد ابراهیم فاني مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

رعایتی قیمت : =/75 روپے ۔ ناشر : مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (ضلع نوشہرہ)